السنة والحدیث
مولانا عزیز زبیدی

عالمِ اسلام کے سیاسی سربراہوں کے نام

(قسط ۲)

بادشاہ نبی نہیں، عبد رسول

۷۔ عَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ تعالیٰ عنها قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم:

یَا عَائِشَةُ لَوْ شِئْتُ لَسَارَتْ مَعِيَ جِبَالُ الذَّهَبِ، جَاءَنِيْ مَلَكٌ ...... فَقَالَ إِنَّ رَبَّكَ يَقْرَأُ عَلَيْكَ السَّلَامَ وَيَقُوْلُ إِنْ شِئْتَ نَبِيًّا عَبْدًا وَإِنْ شِئْتَ نَبِيًّا مَلِكًا، فَنَظَرْتُ إِلٰى جِبْرَئِيْلَ عَلَيْهِ السَّلَامُ فَأَشَارَ إِلَيَّ أَنْ ضَعْ نَفْسَكَ۔

وَفِيْ رِوَايَةِ ابْنِ عَبَّاسٍ، فَالْتَفَتَ رَسُوْلُ اللہِ صَلَّى اللہُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلٰى جِبْرَئِيْلَ كَالْمُسْتَشِيْرِ لَهٗ، فَأَشَارَ جِبْرَئِيْلُ بِيَدِهٖ أَنْ تَوَاضَعْ، فَقُلْتُ نَبِيًّا عَبْدًا، قَالَتْ فَكَانَ رَسُوْلُ اللہِ صَلَّى اللہُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعْدَ ذٰلِكَ لَا يَأْكُلُ مُتَّكِئًا، يَقُوْلُ،

آكُلُ كَمَا يَأْكُلُ الْعَبْدُ وَأَجْلِسُ كَمَا يَجْلِسُ الْعَبْدُ (رواہ فی شرح السنة ورواہ ابن حبان عن ابی ہریرۃ)

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:
کہ اگر میں چاہتا تو سونے کے پہاڑ میرے ساتھ ساتھ چلا کرتے، میرے پاس ایک فرشتہ آیا..
...... اور کہا کہ آپ کا رب آپ کو سلام کہتا ہے اور فرماتا ہے کہ (کیا پسند کرتے ہو؟) عبد نبی (نبوت کے ہمراہ بندگی) یا بادشاہ نبی؟ میں نے جبرئیل کی طرف دیکھا تو انھوں نے اشارہ کیا کہ "تواضع" اختیار کیجیے!

ابن عباس کی روایت میں یوں ہے کہ،

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے جبرئیل امین کی طرف یوں دیکھا جیسے مشورہ لینے والا دیکھتا ہے۔ انھوں نے اپنے ہاتھ سے اشارہ کرکے کہا کہ،

تواضع اختیار کیجیے!

(چنانچہ) میں نے جواب دیا کہ "عبد نبی" (نبوت کے ساتھ عبدیت) چاہتا ہوں اس کے بعد (آپ کی کیفیت یہ ہوگئی تھی کہ) کھانا بھی تکیہ لگا کر نہیں کھاتے تھے اور فرمایا کرتے تھے کہ،

'میں اس طرح کھاتا ہوں جیسا ایک غلام کھاتا ہے اور اس طرح بیٹھتا ہوں جس طرح ایک 'بندۂ بے دام' بیٹھا کرتا ہے'۔ (شرح السنۃ و ابن حبان)

اقتدار گو برا نہیں، تاہم مقام نازک ہے۔ یہ ایک عظیم ذمہ داری ہے، اس سلسلے میں "مسئولیت" کا باب بہت بڑا باب ہے اور بہت ہی کٹھن ہے۔ دانا بینا انسان اسے آسانی سے قبول نہیں کر سکتا۔ کیونکہ یہ پھولوں کا تاج نہیں ہے، کانٹوں کا بچھونا ہے۔ جس کو نیند عزیز نہیں وہی اسے اپنے لیے پسند کر سکتا ہے۔

اس کے علاوہ: اصلی بادشاہ "احکم الحاکمین" ہے، اور نبی کا تعلق اسی ذاتِ کبریا سے ہوتا ہے، اس لیے یہاں "نسبت عبدیت" کی بہتر ہوتی ہے بادشاہت کی نہیں۔

بہر حال "بادشاہت" اپنی گوناگوں ذمہ داریوں اور نزاکتوں کی وجہ سے "نبی پرورش" بھی ہو تو خطرے سے خالی نہیں ہے، جو لوگ اسے جاہ طلبی اور عیشِ فراواں کے جذبہ سے اس کے پیچھے دوڑ رہے ہیں، وہ شاید اس کے حوصلہ شکن نتائج سے بے خبر ہیں یا نفس و طاغوت کی غلامی کی وجہ سے وہ اپنے اخروی لازوال مستقبل کو اپنے فانی اور سطحی حال پر قربان کیے جا رہے ہیں۔ انا للہ

گو اللہ کے نبی اپنے دائرہ کار میں لوگوں کے لیے "فرمانروا" ہوتے ہیں لیکن چونکہ وہ احکم الحاکمین کی مرضی اور مشیت کے تابع ہوتے ہیں، اس لیے وہاں بادشاہت کا نہیں بلکہ "عبدیت" کا احساس پسِ پردہ کار فرما ہوتا ہے۔ اس لیے وہاں شاہزادگی کے بجائے "بندگی" کا رنگ چھایا رہتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے لیے ایسے لفظ اور خطاب کو بھی پسند نہیں فرمایا جو "بادشاہت" کی راہ میں آتا ہے، جیسے "سید" کا نام ہے۔ آپ نے اس کے کہنے والے کو روک دیا تھا کہ "سید" صرف اللہ ہے (ابوداؤد) یعنی میرے لیے یہ لفظ استعمال نہ کرو۔

اَدُّوا الامانات الی اھلھا۔

۸۔ عن عبادۃ بن الصامت قال بایعنا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم علی السمع والطاعۃ ..... علی ان لا ننازع الامر اھلہ (الصحیحین)

حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ،

ہم نے سمع اور طاعت" کے معاہدہ پر رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بیعت کی تھی ... اور اس شرط پر کہ، جو لوگ "امامت" کے اہل ہیں، ان سے اسے چھیننے کی کوشش نہیں کریں گے۔

اہلیت "دینداری اور مفوضہ ذمہ داریوں سے عہدہ برآ ہونے کی صلاحیت" کا نام ہے۔ ایسے لوگوں کو منصب سے اتارنے کی کوشش کرنا، مسلمانی نہیں، ننگِ مسلمانی ہے، باقی رہے ہما شما، تو پارلیمانی طریقہ سے ان کو بدلنا ہی بہت ضروری ہوتا ہے۔ کیونکہ ان کا اقتدار بالآخر عذاب کا سبب بن جاتا ہے اور ان ناہنجاروں کی بدولت ملک و ملت اور دین کا جتنا حرج اور نقصان ہو گا، ان سب کا پوری قوم سے محاسبہ ہو گا۔

۹- عن ابی ھریرۃ ان النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم قال بینما النبی صلی اللہ علیہ وسلم فی المجلس یحدث القوم جاءہ اعرابی فقال متی الساعۃ؟ .... قال فاذا ضیعت الامانۃ فانتظر الساعۃ، فقال:

کیف اضاعتھا؟ قال اذا وسد الامر الی غیر اھلہ فانتظر الساعۃ (الصحیح للبخاری)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ:

ایک دفعہ جب رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مجلس میں بیٹھے ہوئے لوگوں سے باتیں کر رہے تھے تو آپؐ کے پاس ایک دیہاتی شخص آ گیا، اور کہا: حضور! قیامت کب ہے؟ ......

فرمایا:

جب امانت ضائع ہو جائے تو قیامت کا انتظار کیجیے:

اس پر اس نے پوچھا: (حضور!)

اس کا ضائع ہونا کس طرح ہے؟

فرمایا:

جب حکومت نااہلوں کے سپرد کر دی جائے تو قیامت کا انتظار کیجیے: (بس اب وہ آنے والی ہے)

حضرت امام ابن تیمیہؒ کے نزدیک امانت سے مراد حکومت ہے اور اھلھا سے "حکمران" اور اولی الامر (آیت واولی الامر منکم) سے جیوش اور دوسرے شعبوں کے حکام مراد ہیں۔

پھر فرماتے ہیں:

اس لیے ضروری ہے کہ ہر حکمران، مسلمانوں پر ایسے حکام مقرر کرے جو سب سے زیادہ اس کے لیے فٹ ہوں (السیاسۃ الشرعیہ ص۲،۳) اگر اہل تر انسان کے بجائے مسلمانوں کی تقدیر کا وارث نااہل شخص بنے گا تو ظاہر ہے وہ ان کی تقدیروں سے کھیلے گا، بنائے گا نہیں۔ جیسا کہ آج کل ہو رہا ہے۔

۱۰۔ قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم من ولی من امر المسلمین شیئاً فولی رجلا وھو یجد من ھو اصلح للمسلمین منہ فقد خان اللہ ورسولہ وفی رعایۃ من قلد رجلا عملا علی عصابۃ وھو یجد فی تلک العصابۃ ارضی منہ فقد خان اللہ ورسولہ وخان المومنین (رواہ الحاکم فی صحیحہ)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ:

"جو شخص مسلمانوں کی کسی بھی شے کا والی ہوا، پھر والی ہو کر اس نے ایک ایسے شخص کی موجودگی میں دوسرے کمتر شخص کی تقرری کی، جو اس سے زیادہ اہل اور فٹ تھا، تو اس نے اللہ اور اس کے رسول کی خیانت کی۔ ایک اور روایت میں ہے کہ:

جس نے ایک جماعت پر ایک ایسے شخص کو حاکم مقرر کیا، جس سے زیادہ پسندیدہ اور اہل تر شخص اس جماعت میں موجود تھا تو اس نے اللہ، اس کے رسول اور مسلمانوں کی خیانت کی۔"

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ارشاد ہے کہ جو شخص مسلمانوں کا والی بنا پھر اس نے محض دوستی یا قرابت کی وجہ سے کسی کو حاکم مقرر کیا تو اس نے اللہ اور اس کے رسول کی خیانت کی۔

قَالَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ: مَنْ وَلِیَ مِنْ اَمْرِ الْمُسْلِمِیْنَ شَیْئًا فَوَلّٰی رَجُلًا لِمَوَدَّۃٍ اَوْ قَرَابَۃٍ بَیْنَھُمَا فَقَدْ خَانَ اللّٰہَ وَرَسُوْلَہٗ (السیاسۃ الشرعیۃ لابن تیمیۃ ملخصاً)

گمراہ حکمران

۱۱۔ عَنْ ثَوْبَانَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِنَّمَا اَخَافُ عَلٰی اُمَّتِی الْاَئِمَّۃَ الْمُضِلِّیْنَ (ابوداؤد)

حضرت ثوبان رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ:
"مجھے اپنی امت کے سلسلے میں صرف گمراہ حکمرانوں (کے تسلط) کا خطرہ ہے" (ابوداؤد)

حکمران، ملک و ملت کے اصلی امام اور رہنما ہوتے ہیں، لوگ وہی رنگ پکڑتے ہیں جو ان کا رنگ ہوتا ہے، صحیح ہوتا ہے تو صحیح، غلط ہوتا ہے تو غلط ——— اور اسی بنیاد پر ہی قوموں کا مستقبل

بنتا اور بگڑتا ہے۔

ملت اسلامیہ کے جتنے اہم مسائل ہیں، امامتِ قوم کا مسئلہ ان سب سے سرِ فہرست ہے: ہاتھی کے پاؤں میں سب کا پاؤں، اُمتِ مسلمہ اگر یہ مسئلہ اپنی روایات کے شایانِ شان حل کر لیتی ہے تو پھر اس کے بعد اس کا اور کوئی بھی مسئلہ لاینحل نہیں رہتا، ورنہ پوری قوم لاینحل مسائل کے لحاظ سے "سائنستان" بن کر رہ جاتی ہے۔

اس سلسلے میں آپ نے اپنی پیغمبرانہ بصیرت کی بنا پر جس اندیشے کا اظہار فرمایا تھا، وہ آج حرف بحرف ثابت ہو گیا ہے۔ مدتِ مدید سے غلط کار، برخود غلط، بے دین، بدعمل، کج بین، کھرو اور رتی مزاج کے لحاظ سے "نا اہل" سیاسی کھلنڈرے اور حکمران پورے عالم اسلام پر مسلط ہیں، اور اس پر طرہ یہ کہ ان سے خلاصی پانے کے لیے ملتِ اسلامیہ کے سوادِ اعظم کے دل میں ابھی تک کوئی تحریک بھی پیدا نہیں ہوئی اور نہ وہ اس سلسلے کی سنجیدہ کوششوں سے کوئی مناسب دلچسپی لے رہا ہے۔ اس لیے اس کا مستقبل بھی موہوم سا ہو کر رہ گیا ہے۔

قبیلہ خمس کی زینب نامی ایک خاتون نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے پوچھا کہ: ہم اس صالح نظام پر، جس کو جاہلیت کے بعد اللہ نے ہمیں نصیب کیا ہے، کب تک قائم رہیں گے؟

فرمایا: جب تک تمہارے امام (سیاسی رہنما۔ حکمران) سیدھے رہیں گے، اس وقت تک تم بھی اس پر قائم رہو گے۔

پھر عرض کی: امام کسے کہتے ہیں؟

فرمایا: کیا تمہاری قوم کے سردار اور معزز لوگ نہیں ہیں؟ وہ جو حکم دیتے ہیں، لوگ ان کی اطاعت کرتے ہیں؟

کہنے لگی: ہاں!

فرمایا: یہی لوگوں کے حاکم ہیں۔

مَا بَقَاءُنَا عَلٰى هٰذَا الْاَمْرِ الصَّالِحِ الَّذِيْ جَاءَ اللّٰهُ بَعْدَ الْجَاهِلِيَّةِ؟ قَالَ: بَقَاءُكُمْ عَلَيْهِ مَا اسْتَقَامَتْ بِكُمْ اَئِمَّتُكُمْ قَالَتْ وَمَا الْاَئِمَّةُ؟ قَالَ اَوَمَا كَانَ بِقَوْمِكِ رُءُوْسٌ وَاَشْرَافٌ يَاْمُرُوْنَهُمْ فَيُطِيْعُوْنَهُمْ قَالَتْ بَلٰى! قَالَ فَهُمْ اُولٰئِكِ عَلَى النَّاسِ (بخاری باب ایام الجاهلیۃ)

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان سیاسی حکمرانوں، اشراف اور ذمہ دار لوگوں کے بارے میں بڑے پتے کی بات کہی ہے:

اے عربیو! جماعتی نظم کے بغیر اسلام کچھ نہیں، اور امیر کے بغیر تنظیم کچھ نہیں، اگر تنظیم میں جذبۂ اطاعت نہیں تو امیر بے فائدہ ہے۔ سو جس قوم نے "صالح سوجھ بوجھ" کی بنا پر کسی کو اپنا حکمران بنا لیا تو وہ تو اس کے لیے "سراپا زندگی" ثابت ہوگا لیکن جس قوم نے "صالح سوجھ بوجھ" کے سوا کسی اور معیار کی بنیاد پر اسے "پِتی سرداری" عطا کی تو وہ اس کے لیے اور ان کے لیے تباہی کا موجب ہوگا۔

یا معشر العرب:.... لَا إِسْلَامَ إِلَّا بِجَمَاعَةٍ وَلَا جَمَاعَةَ إِلَّا بِإِمَارَةٍ وَلَا إِمَارَةَ إِلَّا بِطَاعَةٍ فَمَنْ سَوَّدَهُ قَوْمُهُ عَلَى الْفِقْهِ كَانَ حَيٰوةً لَهُ وَمَنْ سَوَّدَهُ قَوْمُهُ عَلَى غَيْرِ فِقْهٍ كَانَ هَلَاكًا لَهُ وَلَهُمْ (دارمی)

عروج و زوال کی ترازو

۱۴- ان نَافِعَ بْنَ الْحَارِثِ لَقِيَ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ بِعُسْفَانَ وَكَانَ عُمَرُ اسْتَعْمَلَهُ عَلَى أَهْلِ مَكَّةَ فَسَلَّمَ عَلَى عُمَرَ فَقَالَ لَهُ عُمَرُ مَنِ اسْتَخْلَفْتَ عَلَى أَهْلِ الْوَادِي؟ فَقَالَ نَافِعٌ۔ اِسْتَخْلَفْتُ عَلَيْهِمَا ابْنَ أَبْزَى فَقَالَ عُمَرُ: وَمَنِ ابْنُ أَبْزَى فَقَالَ مَوْلًى مِنْ مَوَالِينَا فَقَالَ عُمَرُ اسْتَخْلَفْتَ عَلَيْهِمْ مَوْلًى؟ فَقَالَ۔

يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ أَنَّهُ لَقَارِئٌ لِكِتَابِ اللّٰهِ عَالِمٌ بِالْفَرَائِضِ، فَقَالَ عُمَرُ:۔

أَمَا أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ قَالَ إِنَّ اللّٰهَ يَرْفَعُ بِهٰذَا الْكِتَابِ أَقْوَامًا وَيَضَعُ بِهِ آخَرِيْنَ (رواہ الدارمی ص ۲/۴۴۳)

حضرت نافع بن الحارث، عسفان (کے مقام) میں حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے (جا) ملے، انھیں حضرت عمرؓ نے مکہ کا گورنر تعینات کیا تھا۔ حضرت عمر کو السلام علیکم کہی تو انھوں نے ان سے فرمایا: اہل وادی (سرزمین مکہ) پر کس کو اپنا جانشین مقرر کیا ہے، حضرت نافع بولے: ابن ابزی کو، حضرت عمرؓ نے پوچھا، ابن ابزی کون ہے؟ انھوں نے جواب دیا۔ وہ ہمارے آزاد کردہ غلاموں میں سے ہے۔ اس پر حضرت عمرؓ نے کہا کہ کیا تو نے ان پر ایک آزاد کردہ غلام کو اپنا خلیفہ بنایا ہے؟ انھوں نے جواب دیا۔

اے امیر المومنین! وہ کتاب اللہ کا عالم ہے، احکام دین، ذمہ داریوں اور مالی مسائل کا رازداں ہے اس پر حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ (جھوم کر) بولے۔

رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے سچ فرمایا کہ: اللہ تعالیٰ اس کتاب (پاک) کے ذریعے

بہت سی قوموں کو رفعت بخشتا ہے اور بہت سی دوسری اقوام کو پست کرتا ہے۔"

یہ صرف ملتِ اسلامیہ کی بات نہیں بلکہ پورے نوعِ انسانی کے مستقبل کی بات کی جا رہی ہے کہ: جو قومیں کتاب اللہ کا دامن تھام کر رکھیں گی وہ یقیناً بامِ اوج پر فائز ہو کر رہیں گی اور جو قومیں قرآن حکیم کے بجائے کسی دوسرے فکر و عمل کو اپنا دستور العمل بنائیں گی، وہ انسانیت کے مقام کبریٰ پر فائز نہیں رہیں گی گو وہ بظاہر انسان نظر آئیں گے مگر وہ حیوان ہوں گے بلکہ ان سے بھی فروتر۔

جس معیارِ زندگی کو دنیا ترقی کے نام سے یاد کرتی ہے، وہ دراصل حیوانی درجہ ہے، انسانی نہیں ہے، اسلام کے نزدیک صحیح ترقی یہ ہے کہ: انسان، انسان رہ کر، دونوں جہان کے مکارمِ حیات میں ترقی کرے — اور جو لوگ اخروی مقاصد سے بے نیاز ہو کر صرف دنیا کی ٹھاٹھ باٹھ اور مادی وسائل کی حد تک تاثریا پہنچ رہے ہیں، اسلام کی نگاہ میں، وہ ترقی نہیں ہے بلکہ یہ سمجھئے! کہ کسی سب سے بڑے سرکش حیوان کو اپنے اوپر مسلط کرنے کے لیے زمین کو ہموار کیا جا رہا ہے۔ اس لیے فرمایا: کہ پھر ان پر برے لوگ مسلط ہو جائیں گے۔

بد مسلط ہو جائیں گے

۱۳- عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا مَشَتْ أُمَّتِيْ الْمُطَيْطِيَاءَ وَخَدَمَتْهُمْ أَبْنَاءُ الْمُلُوْكِ أَبْنَاءُ فَارِسَ وَالرُّوْمِ سَلَّطَ اللّٰهُ شِرَارَهَا عَلٰى خِيَارِهَا

(ترمذی)

حضرت ابنِ عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ارشاد ہے:

"جب میری امت ناز و نخرے کے ساتھ مٹک مٹک کر چلے گی، اور فارس و روم کے بادشاہوں کی آل و اولاد ان کی خدمت گار بنیں گی، اس وقت اللہ تعالیٰ بروں کو نیک لوگوں پر مسلط کر دے گا۔"

کیونکہ جب نفس و طاغوت کی خدمت، عیش و آرام اور ناز نخرے کی زندگی ہی معراج ٹھہری تو پھر اس باب میں جو سب سے بڑا شاطر ہو گا، وہی ان پر مسلط بھی ہو گا، جو ان کی خدمت نہیں کرے گا بلکہ انہیں اپنی ذات کے لیے استعمال بھی کرے گا، پالے گا بھی تو یوں جیسے قصاب بکرے اور چھترے کو پالتا ہے۔

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ایک دفعہ ہم حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے

ہمراہ بیٹھے ہوئے تھے کہ حضرت مصعب بن عمیرؓ تشریف لے آئے : ایسی چادر اوڑھے ہوئے تھے جس پر چمڑے کے ٹکڑے کا پیوند لگا ہوا تھا، جب حضورؐ نے ان کو دیکھا تو آپؐ کی آنکھوں میں آنسو آگئے اور آپؐ کو ان کے نازونعمت والا دور یاد آگیا ۔ پھر آپؐ نے فرمایا : کہ اس وقت تمہارا کیا حال ہوگا جب صبح و شام تم ایک نیا جوڑا پہنو گے، کھانے کا ایک دسترخوان جائے گا تو دوسرا لگ جائے گا، اور اپنے گھروں کی دیواروں کو یوں چادروں سے ڈھانکو گے جیسے کعبے کی دیواروں کو ڈھانکا جاتا ہے ؟ صحابہ بولے، حضورؐ اس وقت ہماری حالت آج سے بہتر ہوگی، محنت مشقت سے بچ جائیں گے اور عبادت کے لیے فراغت مل جائے گی ۔ آپؐ نے فرمایا، نہیں! نہیں! تم اس دن سے آج بہتر ہو ۔ (ترمذی)

مقصد یہ ہے کہ مال و دولت کی فراوانی پاکر انسان خدا کی عبادت کے لیے فرصت نہیں پاتا بلکہ نفس و طاغوت کی غلامی میں اور الجھ کر رہ جاتا ہے ۔ حالات آپ کے سامنے ہیں ۔

میرا ہو جا، سب تیرا، ورنہ ....

۱۴ - ہاں یہ ضرور فرمایا کہ اگر تم میری عبادت کے لیے یکسو ہو رہو گے تو ہم تمہیں سیر کر دیں گے ۔ تنگدستی دور کر دیں گے ورنہ رات دن کی محنت مشقت میں مبتلا کر دوں گا، مگر تمہارا پیٹ پھر بھی نہیں بھرے گا ۔

ان اللہ تعالیٰ یقول : ابنَ آدمَ تفرَّغ لِعبادتی أملأُ صدرَکَ غنًی وأسُدَّ فقرَکَ وإلَّا تفعلْ ملأتُ یدَکَ شُغلًا ولم أسُدَّ فقرَکَ (ابن ماجہ)

خود سوچیے ! تمہیں کیا پسند ہے ؟

۱۵ - عن ابی ھریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ۔

إذا کانَ أمراؤُکُم خِیارَکُم وأغنیاؤُکُم سُمَحاءَکُم وأمورُکُم شُوریٰ بینَکُم فظهرُ الأرضِ خیرٌ لکُم مِن بطنِها ۔

وإذا کانَ أمراؤُکُم شِرارَکُم وأغنیاؤُکُم بُخلاءَکُم وأمورُکُم إلی نسائِکُم فبطنُ الأرضِ خیرٌ لکُم مِن ظهرِها (رواہ الترمذی)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ : رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ارشاد ہے :

جب تمہارے حکمران بھلے لوگ، مالدار سخی اور تمہارے امور باہم مشورے سے طے کیے جائیں گے تو تمہارے لیے زمین کی پشت اس کے پیٹ سے زیادہ بہتر ہوگی ۔

جب تمہارے امیر المومنین، بُرے لوگ، مالدار کنجوس اور تمہارے امور عورتوں کے رحم و کرم